قادیان دارالامان کے کامیاب دورہ پر اظہار تشکر
نیز قادیان کے لئے نئے منصوبوں کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۷ / جنوری ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد اور تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

الحمد للہ کہ قادیان کے تاریخی اور تاریخ ساز سوسالہ جلسہ میں شمولیت کے بعد ہمارا وفد خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بخیر وخوبی اس عارضی دار ہجرت میں واپس پہنچ چکا ہے۔ یہ جلسہ بہت ہی مبارک تھا، بہت سی برکتیں لے کر آیا اور بہت سی برکتیں حاصل کرنے والا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس جلسہ کی برکات اور اس کے بعد اترنے والے اللہ کے فضل ہماری اگلی صدی کے گھروں کو بھر دیں گے اور اس کے بہت دوررس نتائج ظاہر ہوں گے۔

اس سلسلہ میں مَیں مختلف پہلوؤں سے جماعت کو آگاہ کر چکا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی اس نئی صورتحال میں کیا کیا ذمہ داریاں ہیں۔ مختصراً بعض امور سے متعلق آج بھی میں اس مسئلہ پر گفتگو کروں گا لیکن اس سے پہلے میں ان تمام احباب جماعت کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھرپور محنت اور اخلاص اور لگن اور وفا کے ساتھ حصہ لیا اور غیر معمولی قربانی کا مظاہرہ کیا۔ کچھ کام کرنے والے تو ایسے تھے جو لمبے عرصہ سے قادیان کے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے منصوبے بھی بنا رہے تھے، ان پر عمل درآمد کرنے میں بھی حصہ لے رہے تھے اور کافی لمبے عرصے تک کی یہ خاموش خدمت اس جلسہ کی کامیابی پر منتج ہوئی ہے اور خدمت کرنے والے بعد

میں شامل ہوئے۔ قافلہ در قافلہ خدمت کرنے والوں کا ہجوم بڑھتا رہا لیکن آغاز میں کچھ ایسے افراد کو خدمت کا موقع ملا ہے جو ایک لمبے عرصہ سے مسلسل بڑی محنت اور توجہ اور حکمت کے ساتھ اپنے اپنے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

ان میں سب سے پہلے تو United Kingdom کے **امیر آفتاب احمد خان صاحب** کا نام قابلِ ذکر ہے۔ ان کو بھی احباب اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ بیرونی دنیا سے جس حد تک ہندوستان پر اثرات مترتب ہو سکتے تھے ان کو منظّم کرنے میں اور ان کو بروئے کار لانے میں آفتاب احمد خان صاحب نے بہت ہی غیر معمولی خدمت کی ہے۔ اس کے علاوہ مجھے یہاں مرکزی مددگار کی ضرورت تھی جو صاحب تجربہ بھی ہو اور دیگر کاموں سے الگ رہ کر مسلسل ہندوستان اور قادیان سے متعلق مسائل میں میری مدد کر سکے اور مجھ سے ہدایات لے اور اُن پر عمل درآمد کروائے۔ اس سلسلہ میں بھی آفتاب احمد خان صاحب کو غیر معمولی مؤثر قابلِ تعریف خدمت کا موقع ملا اور میرا بہت سا بوجھ بٹ گیا اور مسائل آسان ہوئے۔ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی کو بات سمجھائی جائے تو تجربہ کار آدمی بھی اس میں کہیں نہ کہیں سمجھنے میں غلطی کر جاتے ہیں اور بار بار پوچھنے اور نگرانی کے باوجود سقم رہ جاتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے United Kingdom کے امیر صاحب کو یہ ملکہ عطا فرمایا ہے کہ وہ ایک ہی دفعہ بات سمجھ کر اس کے تمام پہلوؤں کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیتے ہیں اور پھر ان کو عملدرآمد کے سلسلہ میں یاددہانی کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اگر ان کاموں میں مجھے بار بار الجھنا پڑتا تو کام اتنا زیادہ تھا کہ میرے لئے مشکل پیش آ سکتی تھی مگر خدا نے بہت فضل فرمایا اور ایک اچھا مددگار اور نصیر مجھے عطا کر دیا۔

پاکستان سے چوہدری حمید اللہ صاحب اور میاں غلام احمد صاحب نے بڑے لمبے عرصہ تک بہت محنت کی ہے اور قادیان جا کر وہاں کے مسائل کو سمجھا اور میری ہدایات کے مطابق ہر قسم کی تیاری میں بہت ہی عمدہ خدمات سرانجام دی ہیں ورنہ قادیان کی احمدی آبادی اتنی چھوٹی ہے کہ ان کے بس میں نہیں تھا کہ اتنے بڑے انتظام کو سنبھال سکتے۔ تمام مرد وزن، بچے ملا کر اس وقت کل ۱۸۰۰ کی تعداد میں قادیان میں درویش اور بعد میں آنے والے بس رہے ہیں اور اتنا بڑا جلسہ جس میں تقریباً بیالیس ہزار مہمان شرکت کر رہے تھے اسے سنبھالنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ خصوصاً اس لئے بھی

قادیان کی وہ آبادی جو مرکزی حصہ میں آباد ہے اس کے پاس مکان بھی بہت تھوڑے ہیں اور باہر سے آنے والے مہمانوں کے لئے ،مختلف ممالک سے آنے والے مہمانوں کے لئے رہائش کی سہولتیں مہیا کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔اس ضمن میں انگلستان ہی کے ایک اور مخلص خادم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ اوران کے ساتھیوں کا ذکر بھی ضروری ہے۔ان کو بھی دعا میں یادرکھنا چاہئے کیونکہ تعمیری کاموں میں انہوں نے بہت ہی محنت سے اورشوق اور ولولے سے حصہ لیا ہے۔ بہت قیمتی وقت خرچ کر کے میری ہدایت پر قادیان بھی بار بار جاتے رہے اورتعمیری منصوبہ بندی میں ان کواوران کے ساتھ ایسوسی ایشن کے ساتھیوں کو خدا کے فضل سے خاص خدمت کی توفیق ملی ہے۔ یہ کام ابھی جاری ہیں اور قادیان میں جو تعمیری منصوبے ہیں یہ انشاءاللہ آئندہ کئی سالوں تک پھیلے رہیں گے اور کام بڑھتا رہے گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ جس اخلاص کے ساتھ پہلے تمام دنیا کے احمدیوں نے جن کو انجینئر نگ سے تعلق ہے خدمت میں حصہ لیا ہے آئندہ بھی انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرماتا رہے گا۔

قادیان کے ناظر صاحب اعلیٰ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اوران کے ساتھی ناظران اور نائب ناظران نے بھی بہت لمبا عرصہ ان انتظامات کو مکمل کرنے میں بہت محنت سے کام کیا ہے اور قادیان کے درویشوں کا علاقے میں جو نیک اثر ہے اس کے نتیجہ میں علاقے سے تعاون بھی بہت ملا ہے اور وہ سب تعاون کرنے والے بھی ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ہندوستان کی حکومت نے بھی ہرطرح سے تعاون کیا اور پنجاب کی حکومت نے بھی بہت ہی غیر معمولی تعاون کیا ہے۔ یہاں تک کہ تمام عرصہ جب تک کہ میرا وہاں قیام رہا ہے خواہ مختصر عرصے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے کہیں جانا ہوتا تھا تب بھی وہاں پولیس کے تھانے کے انچارج اوران کے ساتھی بہت ہی مستعدی کے ساتھ آگے پیچھے ہرطرح نگرانی کرتے تھے اور باہر نکلنے کی صورت میں جب قادیان سے باہر چند گھنٹے کے لئے جانا پڑا تو اس وقت بھی کوئی چالیس پچاس افراد پر مشتمل پولیس کی نفری تھی۔جس میں جگہ جگہ کے ڈی ایس پی بھی شامل ہوتے رہے اور انسپکٹر پولیس وغیرہ بہت ہی مستعدی کے ساتھ انہوں نے اس طرح خدمت کا حق ادا کیا ہے جیسے کوئی احمدی خود لگن کے ساتھ شوق سے حصہ لے رہا ہو تو یہ ساری چیزیں ایسی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر صاف کارفرما دکھائی دیتی تھی۔

قادیان کے بوڑھوں، مردوں، عورتوں، بچوں نے تو اپنی طاقت کی آخری حدوں کو چھو لیا۔ جس حد تک ان کے لئے ممکن تھا انہوں نے خدمت کی لیکن باہر سے جانے والوں نے بھی ماشاء اللہ ان کے کام کو آسان کرنے میں بھر پور حصہ لیا ہے۔ انگلستان کی جماعت کو بھی خدا نے توفیق بخشی ۔ بہت ہی مستعد کارکن یہاں سے گئے ہیں اور مسلسل اَن تھک رنگ میں انہوں نے خدمت کی ہے۔ اسی طرح پاکستان سے کثرت کے ساتھ شامل ہونے والوں میں سے ایک بڑی تعداد کو بہت عمدہ اور قابل قدر خدمت کی توفیق ملی۔ اسی طرح ہندوستان کی جماعتوں میں سے دور دور سے آئے ہوئے مہمان بھی تھے اور میزبان بھی بن گئے تھے اور ہر موقع پر جب بھی ان کی خدمت کی ضرورت پیش آئی ہے انہوں نے بڑے شوق اور ولولے کے ساتھ اس میں حصہ لیا۔ اس سلسلہ میں اڑیسہ کی جماعت کرناٹک کی جماعت اور کیرلہ کی جماعت، کشمیر کی جماعت، آندھرا پردیش کی جماعت، پنجاب کی اور دہلی کی جماعتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں ان سب جماعتوں میں بہت ہی ولولہ اور جوش پایا جاتا ہے۔

دہلی کے قیام کے دوران کیونکہ مقامی سیکیورٹی کی ضروریات کے لئے دہلی کی مقامی جماعت میں کافی افراد نہیں تھے اس لئے وہاں آندھرا پردیش کے نوجوانوں نے بہت ہی خدمت کی ہے۔ دہلی والوں نے بھی بھر پور حصہ لیا اور اسی طرح کشمیر اور دوسری جگہوں سے آنے والے افراد کو بھی خدا نے توفیق بخشی ۔ غرضیکہ اس جلسہ میں کام کرنے والے خادم اور مخدوم دونوں ہی ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح مل جل گئے تھے کہ میرے اور تیرے کی تمیز ممکن نہیں رہی ۔ ہر شخص میزبان بھی تھا اور مہمان بھی تھا اور یہ ایک ایسا بھر پور جذبہ تھا جو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ ہی کا اعجاز ہے اور ساری دنیا میں آپ تلاش کر کے دیکھ لیں، چراغ لے کے ڈھونڈیں آپ کو ایسی جماعت دنیا کے پردے میں کہیں نظر نہیں آئے گی جو خدا کے فضل کے ساتھ اس طرح گہرے باہمی محبت کے رشتوں میں منسلک ہو کہ خادم اور مخدوم کی تمیز اٹھ جائے ۔ ہر شخص خادم بھی ہو اور ہر شخص مخدوم بھی ہو۔

اس پہلو سے جب میری نظر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے اس ارشاد پر پڑتی ہے کہ **سید القوم خادمهم** (الجہاد لابن المبارک کتاب الجہاد حدیث نمبر:۲۰۹) تو اس کی ایک نئی تفسیر سامنے ابھرتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قوم کا سردار وہی ہوتا ہے جو قوم کا خادم ہو۔ سردار کے لئے خادم ہونا ضروری ہے اور قوم کے لئے ضروری ہے کہ خادم ہی کو اپنا سردار بنایا کرے۔ یہ

دونوں پیغام ہیں لیکن جماعت احمدیہ پر جس شان کے ساتھ اس مضمون کا اطلاق ہوتا ہے اس سے میرے ذہن میں یہ بات ابھری کہ اس دنیا کے آپ ہی خادم ہیں اور آپ ہی مخدوم ہیں کیونکہ یہ دونوں صلاحیتیں یکجا طور پر جماعت احمدیہ کے سوا دنیا کی کسی اور جماعت میں اکٹھی نہیں مل سکتیں۔ آپ نظر دوڑا کر دیکھیں مسلمان ہوں یا غیر مسلم ہوں۔ ترقی یافتہ مغربی اقوام ہوں یا پیچھے رہ جانے والی مشرقی اقوام، کسی مذہب سے تعلق رکھنے والی ہوں، کسی جغرافیائی حدود سے تعلق رکھنے والی ہوں، یہ اعلیٰ شان کا امتزاج کہ خادم مخدوم ہو جائے اور مخدوم خادم بن جائے، یہ جماعت احمدیہ کے سوا دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گا۔ پس ان معنوں میں آپ نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ آپ ہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اس عظیم الشان عارفانہ تعریف کے مستحق اور اس تعریف کے نتیجہ میں آئندہ دنیا کے سردار بننے والے ہیں کیونکہ آپ کے اندر یہ دونوں صلاحیتیں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔

جہاں تک آئندہ زمانے کے حالات کا تعلق ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ جلسہ ایک تاریخ ساز جلسہ تھا۔ محض تاریخی جلسہ ہی نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی پیشگوئیاں اس کے ساتھ وابستہ ہیں اور ان پیشگوئیوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس جلسہ کے بعد خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کی ہوا چلائے گا اور ہر طرف غیر معمولی ترقی کے سامان پیدا ہوں گے۔

اس ضمن میں ایک خوشخبری تو ہندوستان چھوڑنے سے پہلے ہی وہاں مل گئی۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سکھر کے دو اسیرانِ راہِ مولیٰ لمبی مشقتوں اور دُکھوں کے بعد آزاد کئے گئے۔ آج صبح ہی کراچی میری بات ہوئی تو وہاں سے مجھے بتایا گیا کہ اللہ کے فضل سے یہاں تو جماعت میں ایک جشن کا سا سماں تھا اور بہت ہی عزت اور محبت سے جماعت نے ان سے سلوک کیا اور غیر معمولی خوشیوں کے سامان تھے تو یہ بھی اسی مقدّس جلسہ کی برکتوں میں سے ایک برکت ہے۔ اور اس یقین دہانی کے لئے کہ خدا کی طرف سے خاص تقدیر کے طور پر یہ نشان ظاہر ہوا ہے۔ جب میں آج دفتر میں ڈاک دیکھنے گیا تو گوٹھ علم دین سندھ سے آئے ہوئے ایک خط میں ایک خواب درج تھی۔ یہ گوٹھ علم دین کنری ضلع تھر پارکر کے قریب ایک گاؤں ہے جہاں ابتداء میں کچھ احمدی ہوئے تھے اور ان کے اخلاص کی وجہ سے اور غیر معمولی خواہش کے نتیجہ میں کہ مَیں خود وہاں جاؤں۔ بہت پہلے کی بات ہے

میں کنری سے وہاں گیا اور وہاں لمبی مجلس لگی اور اللہ کے فضل سے تقریباً سارے گاؤں کو ہی احمدیت میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ تو اس پہلو سے اس گاؤں کے ساتھ میرا خاص تعلق رہا ہے اور میں پوچھتا رہتا ہوں۔ تو جانے سے پہلے میں نے کسی احمدی دوست کو ایک خط لکھا تھا اور پرانی باتیں یاد کرا کے اور بعض پرانے نام لے کر اپنا محبت بھرا پیغام بھیجا تھا اس کے جواب میں ان کا خط آیا ہوا تھا اور خاص بات انہوں نے یہ لکھی کہ میں نے رؤیا میں دیکھا ہے کہ ہمارے سکھر کے اسیر آزاد ہو گئے ہیں اور اللہ کے فضل سے بہت خوشی کا سماں ہے اور میرے پاس بھی وہ تشریف لاتے ہیں تو ایک مہینے کے خطوں میں ایک ہی رؤیا ہے جس کا تعلق سکھر کے اسیروں کے ساتھ تھا اور ساتھ ہی ان کی دعا بھی ہے کہ خدا کرے میری یہ رؤیا پوری ہو جائے۔ چنانچہ پیشتر اس سے کہ میں وہ خط پڑھتا اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ رؤیا پوری ہو چکی تھی۔ یہ اللہ تعالیٰ کے پیار کے اظہار کے انداز ہیں اور یہ یقین دلانے کے لئے ہیں کہ یہ اتفاقی حادثات نہیں ہیں۔ جو کچھ ہو رہا ہے تقدیرِ الٰہی کے مطابق ہو رہا ہے۔ ورنہ ایک سے زیادہ خط الجھے ہوئے خیالات کے آتے ہی رہتے ہیں جس میں مبہم سے رنگ میں بعض خوشخبریاں بھی ہوتی ہیں لیکن سکھر کے اسیران سے تعلق رکھنے والی ایسی واضح خوشخبری اور اس کی Timing کہ کس طرح وہ خط لکھا گیا اور کس وقت پہنچا کہ جب وہ خبر بھی پہنچ رہی تھی، یہ ساری باتیں اہل ایمان کے ایمان کو بڑھانے کا موجب بنتی ہیں۔ پس یہ بھی قادیان کے جلسہ کی برکت اور اس کے بعد آنے والے پُر فضا دَور کی خوشخبری ہے اور اس کے آغاز کی وہ لہریں ہیں جو بعض دفعہ اچھے موسم آنے سے پہلے ہوا میں پیدا ہوتی ہیں اور انسان کی روح کو تراوت بخشتی ہیں۔ پس میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ اور بھی بہت سی خوشخبریاں خدا تعالیٰ کی طرف سے نصیب ہوں گی۔

قادیان کے مسائل میں سے ایک بڑا مسئلہ وہاں کی تھوڑی آبادی ہے۔ بعض دوستوں کو قادیان کے اس سفر کے نتیجہ میں بہت امیدیں بندھ گئیں کہ اب قادیان کی واپسی قریب ہے لیکن میں جماعت کو سمجھانا چاہتا ہوں اور گزشتہ خطبہ میں بھی میں نے مختصراً اس پر گفتگو کی تھی کہ واپسی کوئی ایک دم آناً فاناً رونما ہونے والا واقعہ نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک دفعہ لے کر جائے گا، پھر بار بار لائے گا اور امن کے ماحول میں ایسا ہوتا رہے گا اس لئے میں نہیں کہہ سکتا کہ خدا کی کیا تقدیر کب ظاہر ہو گی اور اس کا منشا کیا

ہے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک لمبے عرصہ تک مرکز سلسلہ باہر ہی رہے، دارالہجرت میں ہی ہو خواہ وہ دارالہجرت پاکستان کا ہو یا کسی اور جگہ کا اور قادیان کے حالات ایسے ہوں کہ بار بار خلفائے سلسلہ کو وہاں جانے کی توفیق ملتی رہے اور باہر بیٹھ کر قریب کی نگرانی کا بھی موقع ملتا رہے۔ اس لئے خوابوں میں بسنا ان معنوں میں تو درست ہے کہ خدا تعالیٰ جو رؤیا دکھائے ، جو خوشخبریاں دکھائے ان امیدوں میں انسان بسا رہے، یہی ایمان کی شان ہے لیکن ان معنوں میں خوابوں میں بسنا درست نہیں کہ اپنی مرضی سے اپنے من کی باتوں کو تقدیر بنا بیٹھے اور پھر یہ سمجھے کہ جو میری خواہشات اور تمنائیں ہیں جیسے میں ان کو سمجھتا ہوں اسی طرح خدا کی تقدیر ظاہر ہوگی۔ یہ طریق درست نہیں ہے یہ ایک بچگانہ طریق ہے۔

اس لئے سب سے پہلے تو جماعت کو اپنی امیدوں اور امنگوں کی صحت کا خیال رکھنا چاہئے اور ان کو رستے سے بدکنے اور بھٹکنے نہیں دینا چاہئے۔ راستے وہی معیّن ہیں جو خدا تعالیٰ کی تقدیر میں مقدّر ہیں اور جن کی خوشخبریاں اللہ تعالیٰ پہلے اپنے برگزیدہ بندوں کو عطا فرما چکا ہے۔ ان کی روشنی میں مختلف تعبیریں ہوتی رہتی ہیں۔ مختلف تعبیریں ہوسکتی ہیں اور اس ضمن میں بھی بہت سے خوش فہم لوگ اپنے دل کی تعبیروں کو زبردستی ان الہامات اور پیشگوئیوں کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اور بعض اوقات تو پھر لوگوں سے شرطیں بھی باندھ بیٹھتے ہیں کہ جو تعبیر ہم نے سمجھی ہے ویسا ضرور ہوگا۔ یہ درست طریق نہیں ہے۔ اس سے پہلے بھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے زمانے میں ایک ایسا واقعہ آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم نے منع فرمایا کہ جو خدا کی تقدیر ہے وہ تو ظاہر ہو گی۔ خوشخبریاں تو بہر حال پوری ہونی ہیں لیکن اپنی مرضی سے ایک تعبیر کر کے اس پر تم شرطیں باندھ بیٹھو کہ یہ ضرور ہوگا یہ درست نہیں ہے لیکن جو ہونا ہے اس کی تیاری تو ہم پر فرض ہے میں اس ضمن میں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

ایک شخص نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم سے قیامت کے بارہ میں سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ مراد یہ تھی کہ اگر تمہیں دوسری دنیا میں جانے کا شوق ہے تو یہ شوق ایک بیرونی شوق بھی ہوسکتا ہے، ذاتی دلچسپی نہیں بلکہ تعجب کے رنگ میں استعجاب کے رنگ میں انسان دلچسپی لے سکتا ہے اور یہ دلچسپی بے معنی اور بے حقیقت ہے۔ اگر

دوسری زندگی کو حقیقت جانتے ہو اور شوق اس لئے ہے کہ تمہیں پتہ لگے کہ تمہاری بہبود کس چیز میں ہے اور مرنے کے بعد کیا ہونے والا ہے تو پھر تمہیں اس کی تیاری کرنی چاہئے اور یہی مضمون ہے جو آج کے حالات پر صادق آتا ہے۔ مستقبل کے متعلق بعض لوگ شوق سے، یا ذرا اٹکل پچو کے ذریعہ انسان پیش خبریاں کرتا ہے یا آئندہ زمانے کو دیکھنا چاہتا ہے، ویسے دلچسپی لیتے ہیں ایسی دلچسپی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ نفس کا ایک بچگانہ کھیل ہے اس سے زیادہ اس کے کوئی بھی معنی نہیں لیکن مستقبل میں ایک دلچسپی ایسی ہے جو زندگی کے اعلیٰ مقاصد سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک انسان اپنے تن من دھن کو اسلام اور احمدیت کے اعلیٰ مستقبل کے لئے وقف کر دیتا ہے اور آئندہ مستقبل میں ہونے والے واقعات اس کی سوچوں کا ایک ایسا حصہ بن جاتے ہیں جو اس کے دل کی فکریں ہوتی ہیں اس کے دماغ کے تفکرات ہیں کہ خدا جانے کیا ہو اور کیسا ہو اور میں اپنے فرائض سرانجام دے سکوں یا نہ دے سکوں۔ یہ وہ دلچسپی ہے جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی الہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کا پوچھتے ہو تو بتاؤ کوئی تیاری بھی کی ہے۔

تو جماعت کو اگر قادیان کی واپسی میں اور جماعت کے عالمگیر انقلاب میں کوئی دلچسپی ہے تو اس کی تیاری کرنی ہوگی اور قادیان کے سلسلہ میں ابھی بہت کام باقی ہیں۔ جو کچھ خوشخبریاں سطح پر نظر آئی ہیں اور عام آنکھوں نے دیکھ لی ہیں ان کی مثال تو Iceberg کے اس تھوڑے سے حصے سے ہے جو سطحِ سمندر پر دکھائی دیتا ہے۔ اس کا اصل حصہ تو پانی میں ڈوبا ہوتا ہے یعنی برف کا تودہ جو سمندر میں تیرتا ہے اس کی تھوڑی سی Tip، تھوڑی سی چوٹی ہے جو سمندر سے باہر نظر آتی ہے۔

ایک دفعہ پہلے بھی میں نے یہ مثال دی تھی جس پر ہندوستان کے سفر میں ایک احمدی دوست نے مجھے توجہ دلائی کہ میں غلطی سے ایک اور تین کی نسبت بتا بیٹھا۔ میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے مجھے توجہ دلائی کہ ایک اور تین کی نسبت نہیں ہے بلکہ برف کی کثافت پانی کے مقابل پر جتنی کم ہے اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ پانی سے اوپر نکلتا ہے اور غالباً یہ دس میں سے ایک حصہ باہر ہوتا ہے اور نو حصے اندر کیونکہ برف کی کثافت پوائنٹ نائن (0.9) ہے یعنی پانی کی کثافت اگر ایک ہے تو برف 0.9 ہے یعنی حجم اس کا زیادہ اور وزن کم تو جس نسبت سے وزن کم ہوگا اسی نسبت سے اس کا ایک حصہ باہر نکلا ہوگا تو بعض دفعہ باہر نکلے ہوئے حصے بھی بہت بڑے بڑے دکھائی دیتے ہیں۔

سمندر میں سفر کرنے والے جانتے ہیں یعنی جن کا کام شمال اور جنوب میں جانا ہے اور وہ ان باتوں کے متعلق اپنی زندگی کے واقعات میں بڑے دلچسپ انداز میں تذکرے بھی کرتے رہتے ہیں کہ بعض دفعہ پانی میں سے برف کا اتنا بلند پہاڑ اونچا ہوا دکھائی دیتا ہے کہ آدمی حیرت اور استعجاب میں ڈوب جاتا ہے لیکن انسان اگر یہ سوچے کہ اس سے ۹ حصے زیادہ پانی کے اندر ڈوبا ہوا وہ پہاڑ ہے تو اور بھی زیادہ ہیبت بڑھتی ہے۔

تو یہ خوشخبریاں بھی جب پوری ہوتی ہیں تو ان کا ایک حصہ باہر دکھائی دے رہا ہوتا ہے اور جو ڈوبے ہوئے حصے ہیں وہ مسائل سے تعلق رکھتے ہیں جو مسائل حل ہو جائیں وہ سطح سمندر سے باہر دکھائی دے رہے ہوتے ہیں اور جو ابھی ڈوبے ہوئے ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہوتے ہیں پس ہمیں ان ڈوبے ہوئے مسائل کی طرف توجہ کرنی ہوگی۔ **قادیان کی عظمت اور عزت اور جلال اور جمال کو بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہے اور ہندوستان کی جماعتوں کے کھوئے ہوئے وقار اور مقام کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے ساری دنیا کی جماعتوں کو بہت محنت کرنی ہوگی۔**

اس سلسلہ میں جہاں تک آبادی کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں قادیان کو Industrialize کرنے میں ضرور محنت کرنی ہوگی۔ جب تک وہاں تجارتی اور صنعتی مراکز قائم نہ کئے جائیں اس وقت تک صحیح معنوں میں باہر سے احمدی آ کر وہاں آباد نہیں ہو سکتے اور مقامی احمدیوں کا انخلاء رُک نہیں سکتا۔ درویشوں نے اور بعد میں آ کر بسنے والوں نے اتنی بڑی قربانی دی ہے کہ وہاں پہنچ کر اندازہ ہوتا ہے، دور بیٹھے اس کی باتیں سن کر آپ کو تصوّر نہیں ہو سکتا کہ کتنے محدود علاقے میں رہ کر انہوں نے ساری زندگیاں ایک قسم کی قید میں کاٹی ہیں اور اپنے دنیاوی مفادات کو ایک طرف پھینک دیا، قربان کر دیا اور مقاماتِ مقدّسہ کی حفاظت اور ان کی نگہبانی کے لئے اپنی، اپنے بچوں اور اپنی بیگمات کی زندگیاں قربان کیں۔ بہت ہی بڑی عظیم الشان قربانی ہے، اس کا بھی حق ہے اس لئے ساری دنیا کی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان کے حالات کو بہتر بنانے کے لئے بھر پور کوشش کریں۔

چنانچہ یہاں سفر سے پہلے میں نے جو تحریک کی اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کے

ساتھ ساری دنیا کی جماعتوں نے بہت ہی اعلیٰ نمونہ دکھایا اور خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی کہ صرف قادیان ہی نہیں بلکہ ہندوستان کی دیگر جماعتوں کی بھی اس خاص موقع پر خدمت کی توفیق ملی اور یہ جلسہ ان کے لئے روحانی برکتیں بھی لے کر آیا اور جسمانی برکتیں بھی لے کر آیا اور بہت ہی غیر معمولی طور پر ان لوگوں نے اس کی لذّت محسوس کی ہے تو یہ جسمانی طور پر جو خدمات ہیں اس میں ساری دنیا کی جماعتوں نے حصہ لیا ہے ورنہ یہ ممکن نہیں تھا اور یہ اچھا ہوا کہ پہلے یہ اعلان کر دیا گیا تھا کہ آپ لوگ اپنے طور پر انفرادی طور پر وہاں جا کر کسی کو دینے کی بجائے جماعت کی معرفت کوشش کریں جو کچھ پیش کرنا ہے جماعت کو دیں تا کہ ایک مربوط طریق پر منظّم منصوبے کے ساتھ جو جو ضرورتمند ہیں ان کو یہ چیزیں پہنچائی جائیں اور ان کی عزت نفس پر کوئی ٹھیس نہ آئے، ورنہ انفرادی طور پر جب کوئی انسان کسی غریب کی خدمت کرتا ہے تو لینے والے کی آنکھ جھکتی ہے خواہ وہ چیز کتنی ہی محبت سے پیش کی جائے۔ پس خدا تعالیٰ نے بہت فضل فرمایا اور اس نصیحت پر عمل کرتے ہوئے تمام دنیا کے احمدیوں نے اپنے تحائف مرکز کی معرفت بھجوائے اور بہت بڑی رقوم اس سلسلہ میں اکٹھی ہوئیں جن کے نتیجہ میں جو بھی خدمت کی جا سکی ہے وہ ٹھوس ہے اور مختلف رنگ کے مختلف طبقات کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عارضی اور بعض دفعہ مستقل ضرورتیں پوری کرنے کے سامان مہیا ہوئے۔

آئندہ کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی امداد کی ضرورت کو ختم کرنا سب سے اہم خدمت ہے۔ جب ضرورت ہو امداد کرنا لازم ہے اور یہ جماعت کے عالمی فرائض میں داخل ہے لیکن قرآن کریم نے خدمت خلق کا جو اعلیٰ تصوّر پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت اٹھا دو اور کسی شخص کو محتاج نہ رہنے دو بجائے اس کے کہ وہ باہر مدد کے لئے دیکھتا رہے۔ وہ اس نظر سے باہر دیکھے کہ کون محتاج ہے جس کی وہ ضرورت پوری کرے۔ یہ اعلیٰ شان کی خدمت کی وہ تعلیم ہے جو قرآن کریم میں ملتی ہے اور جس پر حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے نہایت ہی حسین رنگ میں عمل کر کے دکھایا ہے۔ پس یہ دوسرا حصہ ہے جو میرے نزدیک بہت زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور عالمگیر جماعت احمدیہ کو اب اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔

اس ضمن میں ہندوستان کے جو تاجر ہیں اور ہندوستان کے Industrialist ہیں ان کے متعلق میں وہاں ہدایات دے آیا ہوں۔ وہ انشاء اللہ تعالیٰ قادیان کی اقتصادی بحالی کے لئے پوری

کوشش کریں گے لیکن باہر کی دنیا سے بھی کثرت سے لوگ وہاں جاسکتے ہیں اور ہندوستانی قوانین کا لحاظ رکھتے ہوئے وہاں کئی قسم کی صنعتیں قائم کر سکتے ہیں۔اس کی طرف آنے سے پہلے ایک رؤیا میں بھی اشارہ ہوا جس کی اور بہت مبارک تعبیروں میں سے ایک یہ بھی تعبیر ہے کہ باہر کی دنیا کے صنعتکاروں اور صاحب حیثیت احمدیوں کو قادیان میں خدمت کی توفیق ملے گی۔

جس دن میں نے قادیان سے روانہ ہونا تھا اس صبح کو رؤیا میں دیکھا کہ چوہدری شاہ نواز صاحب مرحوم مغفور بہت ہی اچھی صحت میں اور بہت خوبصورت دکھائی دینے والے قادیان آتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے خاندان کے افراد یعنی مردوں کو میں نے دیکھا ہے اور دور دور کے رشتہ دار اور مدّاح ایک جمگھٹ بنا کر ارد گرد بیٹھے ہوئے ہیں بہت ہی محبت اور تعریف کی نظر سے ان کو دیکھ رہے ہیں۔جو پگڑی انہوں نے پہنی ہوئی ہے وہ مجھے تو بہت خوبصورت لگ رہی ہے اور باقی ان کو یہ مشورے دے رہے ہیں کہ نہیں اس طرح نہیں آپ اس طرح باندھیں۔کوئی کہتا ہے اس طرح نہیں اس طرح باندھیں۔تو میں چوہدری صاحب کو کہتا ہوں کہ چوہدری صاحب آپ تو مجھے اس میں اتنے اچھے لگ رہے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی میں آپ کو کبھی ایسا لگتا نہیں دیکھا تھا اور چوہدری صاحب یہ کہتے ہیں اور بغیر آواز کے بھی مسلسل ان کے دل کی یہ آواز سنائی دے رہی ہے کہ باقی سب مشورے دینے والوں کو کہتے ہیں تم جو مرضی مشورے دو میں تو وہی مانوں گا جو مجھے یہ کہے گا اور کسی کی بات نہیں مانی۔بار بار ان کے دل سے جس طرح خوشبو اٹھتی ہے اس طرح یہ آواز اٹھ کر مجھ تک پہنچتی ہے اور میں بھی بڑے اطمینان اور محبت سے ان کو دیکھتا ہوں کہ اللہ نے خاص اخلاص ان کو بخشا ہے قطعاً کوئی پرواہ نہیں کر رہے کہ کتنے مدّاح ہیں کس طرح تعریفیں کر رہے ہیں اور کیسے کیسے مشورے دے رہے ہیں لیکن یہی کہتے جا رہے ہیں کہ میں تو وہی مانوں گا جو یہ کہے گا۔

چنانچہ اس کی اور بہت سی مبارک تعبیریں ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ باہر کے احمدی Industrialists کو قادیان جا کر خدمت کی توفیق ملے گی اور دوسرے اس میں یہ پیغام ہے کہ برکت اسی میں ہوگی جو خلیفہ کی مرضی کے ماتحت کام ہو، اس کی خوشنودی کے مطابق ہو، اور اپنے طور پر یا اپنے حوالی حواشی وغیرہ کے ساتھ ان کے مشوروں پر چل کر خود کوشش کرو گے تو وہ خدا کے نزدیک مقبول کوشش نہیں ہوگی۔پس یہ ایک تعبیر ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس مضمون سے تعلق رکھتی ہے جو میں

بیان کر رہا ہوں اور تمام دنیا کے احمدی تاجروں اور صنعتکاروں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ اگر اس نیت سے کہ قادیان جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش اور روحانی پیدائش کا مقام ہے اس کی خاطر وہ اپنی توفیق کے مطابق کچھ خدمت کا حصہ لیں تو قادیان کی بہت سی رونقیں بحال ہوسکتی ہیں جن کا مرکزِ سلسلہ کے آخری قیام سے گہرا تعلق ہے۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے یہ ایک لمبا عرصہ محنت کا کام ہے۔ مسائل بہت سے ہیں جو ڈوبے پڑے ہیں آپ کو دکھائی نہیں دے رہے مگر بہت مسائل ہیں جن پر نظر پڑتی ہے تو خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ Iceberg کی جو مثال میں نے دی ہے یہ عمداً دی ہے کیونکہ اس میں جو حصہ باہر دکھائی دیتا ہے بڑا خوشنما لگتا ہے اور خوشخبری کا پیغام ہوتا ہے کہ زمین کی طرح کا ایک جزیرہ سمندر کے اندر مل گیا لیکن جو ڈوبا ہوا حصہ ہے اس سے لاعلمی کے نتیجہ میں ہمیشہ حادثات ہو جاتے ہیں اور دنیا کے بڑے بڑے عظیم الشان جہاز نچلے حصوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے تو مراد یہ ہے کہ جو مسائل گہرے ہیں اور ڈوبے ہوئے ہیں ان پر اگر نظر نہ رکھی جائے تو وہ خطرناک ہوسکتے ہیں اس لئے قادیان سے تعلق رکھنے والے ان مسائل پر نظر رکھنا ہمیں ضروری ہے جو اس وقت سطح سے نیچے ہیں ان میں ایک حصہ قادیان کے درویشوں کی اقتصادی بحالی کا حصہ ہے یہ بہت ہی اہمیت رکھتا ہے اور دوسرا حصہ قادیان کے باشندوں میں یہ احساس کروانا ہے کہ جماعت احمدیہ کے وقار کے ساتھ تمہارے دنیاوی فوائد بھی وابستہ ہیں اور یہ وہ احساس ہے جو پہلے ہی ابھر چکا ہے۔ مثلاً اس دفعہ جلسہ میں چونکہ غیر معمولی تعداد میں لوگ باہر سے تشریف لے گئے تھے اور بعض دفعہ ضرورت کے مطابق انہوں نے وہاں کی دکانوں سے چیزیں خریدیں۔ بعض دفعہ قادیان کی محبت اور شوق میں کوئی تحفہ گھر لیجانے کے لئے انہوں نے وہاں سے چیزیں خریدیں تو وہاں کے تاجروں کے ایک نمائندہ نے مجھے بتایا کہ ہمارے تخمینے کے مطابق ایک کروڑ بیس لاکھ روپے کی شاپنگ ہوئی ہے جو قادیان جیسے قصبے کے لئے ایک بہت بڑی چیز تھی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بار بار تاجروں کے وفود آئے اور بڑی منت سماجت کے ساتھ کہا کہ آپ لوگ واپس آجائیں ساری برکتیں جماعت ہی کی ہیں۔ جماعت ہی کا مرکز ہے۔ آپ کے بغیر کوئی بات نہیں بنتی۔ ان کی نظر روحانی رونقوں پر تو نہیں تھی ان کی تو اقتصادی فوائد پر نظر تھی۔ اس پہلو سے اگر وہاں اقتصادی خدمت کے کام ہوں تو اس علاقہ پر بہت عمدہ اثر مترتب ہوگا

اور جو طلب پیدا ہو چکی ہے وہ اور زیادہ بڑھے گی۔

اس طلب میں صرف اقتصادی فوائد پیش نظر نہیں تھے بلکہ مقامی طور پر جو بھاری اکثریت ہے وہ سکھوں کی ہے اور سکھوں نے دل کی گہرائی سے یہ محسوس کیا ہے کہ یہ جماعت نیک جماعت ہے، نیک لوگوں کی جماعت ہے اور ان کے دل میں نیکی کی عزت اور قدر ہے اور بگڑے ہوئے حالات کی وجہ سے وہ امن چاہتے ہیں۔ چنانچہ سکھوں کے بہت بڑے بڑے وفود یعنی بڑی بڑی حیثیت کے وفود جن کے پیچھے قادیان کی بہت سی آبادی تھی انہوں نے مل کر اس بات کا اظہار کیا کہ ہم نے تو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا ہے کہ قادیان کی اصل برکت جماعت احمدیہ سے ہے اور یہ صرف قادیان تک محدود نہیں ہے بلکہ اگر جماعت احمدیہ قادیان میں واپس آجائے تو سارے علاقے کی برکتیں لوٹ آئیں۔ یہ جو تأثر ہے یہ بغیر کسی لاڈ کے، بغیر کسی بناوٹ کے بے اختیار دلوں سے اٹھ رہا تھا۔ یہاں تک کہ ایک موقع پر جب میں صبح کی سیر کرتے ہوئے مختلف علاقوں میں چلا جاتا تھا تو واپسی پر ایک گوردوارے کے سربراہ مجھے ملے اور انہوں نے کہا۔ آپ گزر رہے ہیں شکر ہے خدا کا کہ ہمیں ملنے کا موقع مل گیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ آپ آئے ہیں تو قادیان میں بڑے مرید بنائے ہیں۔ مراد یہ تھی کہ جماعت احمدیہ کے بہت مدّاح پیدا ہو گئے ہیں اور ایک وفد نے تو یہ کہا کہ ہم تو جماعت احمدیہ کے ساتھ ایسا تعلق رکھتے ہیں کہ ہمیں یہاں کے لوگ آدھا احمدی کہتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہم پورے احمدی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے یہ جو تائید کی ہوائیں چلائی ہیں یہ کوئی بے مقصد ہوائیں نہیں ہیں اور کوئی عارضی خوشیوں والی ہوائیں نہیں ہیں۔ خدا تعالیٰ بتا رہا ہے کہ میں دلوں کو اس طرف مائل کر رہا ہوں اور ان کو مستقل باندھنے کے لئے اب تمہیں محنت کرنی ہوگی اور کوشش کرنی ہوگی اور جن اعلیٰ مقاصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے دلوں کو بدلا ہے ان مقاصد کی پیروی سنجیدگی سے کرنی ہوگی۔

اس پہلو سے میں نے جیسا کہ بیان کیا ہمیں وہاں قادیان کو Industrialize کرنے کی بہت ضرورت ہے تا کہ بیرونی غریب جماعتیں کثرت سے وہاں جا کر آباد ہوں۔ بہت سے گجر مسلمان ہیں جو قادیان میں آتے بھی رہے بیعتیں بھی کرتے رہے۔ پھر اپنے کاموں سے ادھر ادھر بکھر جاتے رہے۔ ان کو اگر مستقل قادیان میں بیٹھنے کے سامان مہیا ہو جائیں تو ان کے اندر

استقامت پیدا ہوگی ۔ یہ نہیں کہ آئے تعلق باندھا اور پھر رفتہ رفتہ وہ تعلق بھول گیا بلکہ مستقل مستحکم تعلق پیدا ہوگا تو اس طرح قادیان کی احمدی آبادی بڑھنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کی مرکزیت کے مرتبے اور مقام میں رفعت پیدا ہوگی اور ایک وزن پیدا ہو جائے گا۔اس کے نتیجہ میں اور بھی زیادہ علاقہ ایسی نظروں سے جماعت کو دیکھے گا کہ جیسے ہر وقت منتظر ہیں کہ کب آؤ اور برکتیں واپس لے کر آؤ یہ جو احساس ہے یہ اتنا سنجیدہ احساس ہے اور اس تیزی سے وہاں ترقی کی ہے کہ ایک سکھ لیڈر اپنے ساتھیوں کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے کافی بڑا وفد لے کر آئے تھے انہوں نے کہا کہ جب آپ لوگ گئے تھے اور ہم یہاں آ کر آباد ہوئے تھے تو لوگ ہمیں کہتے تھے کہ مرزا صاحب کی پیشگوئیاں ہیں کہ ہم واپس آئیں گے تو ہم آپس میں مذاق کیا کرتے تھے۔ باتیں تو ہم سن لیتے تھے لیکن باہر جا کر آپس میں مذاق کیا کرتے تھے کہ دیکھو جی! کیسی بچگانہ باتیں ہیں ۔ایک دفعہ گیا ہوا کب واپس آتا ہے اور کیسے آسکتا ہے۔ہم تو اب یہاں آباد ہو گئے ۔کہتے ہیں لیکن اب جلسہ کے بعد ہم یہ باتیں کر رہے ہیں کہ مرزا صاحب کی ساری باتیں سچی تھیں اور ان لوگوں نے آنا ہی آنا ہے اور قادیان کو چھوڑنے والے نہیں اور بھولنے والے نہیں ۔انہوں نے لازماً آنا ہے اور وہ پیشگوئیاں ضرور پوری ہوں گی ۔تو دیکھیں خدا تعالیٰ نے آناً فاناً کیسی فضا بدلی ہے اور یہ جو باقی رہنے والی برکتیں ہیں ان میں سے یہ برکتیں ہیں جن کو سنبھالنا اور ان کی مزید افزائش کرنا جماعت احمدیہ کے نیک اعمال سے تعلق رکھتا ہے ۔محض نیک خواہشات سے تعلق نہیں رکھتا۔ پس میں جو نصیحت کر رہا ہوں اس کو سنجیدگی سے قبول کریں۔ جس کو قادیان میں کسی قسم کی صنعت قائم کرنے یا قادیان سے تجارت کرنے کی توفیق ہو اس کو اس میں ضرور کوشش کرنی چاہئے ۔

قادیان کے درویشوں کو میں نے یہ نصیحت کی ہے کہ کشمیر وغیرہ سے اور دوسرے اِردگرد کے علاقوں سے جو چیزیں باہر ایکسپورٹ ہوتی ہیں تم لوگ مل کر چھوٹی چھوٹی کمپنیاں بناؤ۔ ان میں حصہ لو۔ باہر کے احمدی اس معاملہ میں تمہارے ساتھ تعاون کریں گے ۔ہمیں لکھو کیا کچھ کر سکتے ہو۔ باہر سے ہم ایسے احمدیوں سے رابطہ کریں گے جو دوسری طرف سے ان کے مددگار ثابت ہوں۔ تو اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے تجارتیں چمکیں گی اور وہاں لوگوں کے لئے رزق کے اچھے انتظام پیدا ہوں گے بہت سے احمدیوں کو Employment ملے گی اور یہ نہیں ہوگا کہ بچے پلے اور پھر رزق کی

تلاش میں ساری دنیا میں باہر نکل گئے بلکہ ارد گرد سے، دور دور کی جماعتوں سے احمدی بچے بڑے شوق کے ساتھ روحانی کشش کے علاوہ اپنے روز گار کی تلاش میں بھی قادیان آنا شروع ہو جائیں گے اور اس طرح قادیان کی آبادی میں نمایاں اضافہ ہوگا۔

قادیان کی آبادی کا ایک حصہ ایسا ہے جس نے بہر حال قادیان کو سرِ دست چھوڑ نا ہی چھوڑ نا ہے اور وہ خواتین ہیں، بچیاں ہیں۔ چھوٹی آبادی میں رشتوں کے بہت مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔ قادیان کے مرد تو تلاشِ روز گار میں باہر نکل جاتے ہیں۔ قادیان کے نکلے ہوئے نو جوان ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مڈل ایسٹ وغیرہ میں بھی ہیں اور باہر ان کی شادیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ بچیاں پیچھے خالی رہ جاتی ہیں اور ان کے لئے لازم ہے کہ باہر شادیاں کریں کیونکہ وہاں قادیان میں بسنے والے مقامی مرد تو اتنی تعداد میں موجود ہی نہیں ہوتے۔ اس لئے تمام دنیا کی جماعتوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ برکت کے لئے اور خدمت کے لئے جہاں تک جس کے لئے ممکن ہو وہ قادیان سے رشتے تلاش کرے اور اس سلسلہ میں ناظر صاحب اعلیٰ قادیان کو براہِ راست بھی لکھے اور مجھے بھی لکھے اور ناظر صاحب امورِ عامہ سے بھی بیشک براہِ راست رابطہ کرے۔ بہت سی ایسی بچیاں ہیں جو بہت ہی عمدہ تربیت یافتہ ہیں لیکن تعلقات کی کمی کی وجہ سے ان کے گرد وہ جو ایک قیدسی ہے اس میں محدود ہونے کی وجہ سے وہ اور ان کے والدین نہیں جانتے کہ اچھا رشتہ کہاں مقدّر ہے۔ تو ساری دنیا کی جماعتوں کو منظّم طور پر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے اور میں سمجھتا ہوں کہ امراء اگر وہاں پر رابطہ کر کے ان کی بچیوں کے کوائف اس شرط پر منگوائیں کہ تصویروں کے ساتھ بھجوائیں، تفصیل سے بھیجیں ہم اپنی تحویل میں رکھیں گے، عزت واحترام کے ساتھ ان قواعد کا خیال رکھیں گے اور مناسب رشتوں کی راہنمائی کریں گے کہ فلاں فلاں جگہ وہ کوشش کر لیں تو اس سے اس مسئلہ کے حل میں بہت مدد ملے گی۔ جماعت احمدیہ کا رشتہ ناتے کا جو انتظام ہے، اس میں یہ ذمہ داری نہ جماعت قبول کرتی ہے نہ کر سکتی ہے اور عقلاً کرنی بھی نہیں چاہئے کہ دونوں فریق کو یقین دلائے کہ رشتہ اچھا ہوگا اور آپ کر لیں گویا کہ جماعت کی ذمہ داری ہے۔ یہ بالکل نامناسب بات ہے۔ نہ جماعت ایسا کرے گی، نہ جماعت سے ایسی توقع رکھنی چاہئے ورنہ ہر رشتہ جس میں خدانخواستہ کوئی نہ کوئی الجھن پیدا ہو جائے اسکی ذمہ داری جماعت پر تھوپی جائے گی۔ جماعت کی ذمہ داری یہ ہوگی کہ وہ حتی المقدور اپنے علم کے

مطابق فریقین کا ایک دوسرے سے تعارف کروائے گی اور جو معلومات انسان کو معلوم ہو سکتی ہیں اور ہر قسم کی معلومات انسان کو نہیں ہو سکتیں، اندر کے حالات ایسے ہیں جو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ صدق کے ساتھ اور سچائی کے ساتھ فریقین تک پہنچا دے گی۔ اس سے زیادہ جماعت اور کچھ نہیں کر سکتی اور نہ جماعت سے اس سے زیادہ کسی کو توقع رکھنی چاہئے لیکن ان حدود کے اندر بہت مدد ہو جاتی ہے۔ ورنہ باہر کے رشتوں میں اتنے اندھیرے ہیں، اتنے پردے ہیں، ایسی لاعلمی کی باتیں ہیں، ایسی دھوکے کی باتیں ہوتی ہیں کہ جو کچھ نظر آتا ہے اکثر جھوٹ اور فریب ہی ہوتا ہے یا اندھیرے کی چھلانگ ہے۔ تو جماعت احمدیہ کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہے کہ ہر مسئلے کے گرد روشنی کی ایک فصیل کھڑی کر دیتی ہے اس روشنی کے نتیجہ میں بہت کچھ دیکھنے کی توفیق مل جاتی ہے۔ تو تجارت میں بھی اور انڈسٹری میں بھی جماعت کا جو مرکزی نظام ہے اسی حد تک کام کرے گا اور رشتوں کے معاملہ میں بھی اسی حد تک کام کریگا۔ تعارف کروائے گا اور لاعلمی کے بہت سے اندھیرے دور کرے گا اور بہت سے وسائل پر روشنی ڈالے گا کہ یہ یہ امکانات روشن ہیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق فلاں شخص کی یہ Reputation ہے، جہاں تک جماعت کو توفیق ہے ہم نے جائزہ لیا ہے، یہ ٹھیک نظر آرہا ہے باقی آپ کا کام ہے کہ اپنی تجارت ہے، اپنی ذمہ داریاں ہیں، اپنے رشتے کرنے ہیں۔ دعا بھی کریں، استخارے بھی کریں اور مقدور بھر ذاتی کوشش کر کے مزید چھان بین بھی کریں۔

تو اس تمہید کے بعد میں توقع رکھتا ہوں کہ رشتوں کے معاملے میں بھی تمام عالمگیر جماعتیں اپنی ذمہ داریاں ادا کریں گی۔ نہ صرف وہاں سے رشتوں کے کوائف منگوائیں بلکہ اپنے ہاں کچھ ایسے لوگ جو بعض بڑی عمر کو پہنچ جاتے ہیں ان کے نام اور کوائف اور تصویریں بھی قادیان بھجوائیں اور درمیانی عمر کے اچھے رشتے بھی کیونکہ ضروری نہیں کہ ساری بچیوں کی عمریں بڑی ہو رہی ہوں۔ چند کی ہو رہی ہیں۔ باقی اکثر ایسی ہیں جو اچھی تعلیم یافتہ سلجھی ہوئی ہر لحاظ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے نوک پلک سے درست اور شادی کی عمر میں ہیں تو ان کو ایسے لڑکوں کے کوائف بھی بھجوائیں جن کو قادیان میں شادی کی خواہش ہو اور وہاں والے بھی ان کو دیکھیں اور ان کی تصویریں اور ان کے کوائف جان کر رابطے قائم کرنا شروع کریں۔

اس سے اگلا جو قدم ہے اس کا رشتوں سے ایک تعلق ہے اس لئے اب بعد میں مَیں اسے

بیان کرتا ہوں بہت سے احمدی دوستوں نے جلسہ کے بعد اس خواہش کا اظہار کیا کہ وہ قادیان میں جائیداد بنائیں۔مکانات خریدیں اور دوسری جائیداد بنائیں تا کہ جلسہ کے دنوں میں جو تنگی محسوس ہوئی تھی وہ آئندہ نسبتاً کم محسوس ہو اور جس حد تک ہو سکے رہنے والوں کے لئے فراخی میسر آئے اور وہ یہ خواہش رکھتے تھے کہ بے شک انجمن کے نام پر لے لی جائے ، روپیہ وہ بھیجیں گے اور سارا سال انجمن استعمال کرے، جب ہم جلسہ پر آئیں تو ہمیں بھی اور ہمارے مہمانوں کو بھی وہاں ٹھہرنے کی سہولت ملے ۔ یہ تجویز اچھی ہے۔قادیان کی بحالی کے سلسلہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم وہاں کثرت سے جائیدادیں بنائیں لیکن اس ضمن میں جو ملکی قوانین ہیں ان کو بہر حال پیش نظر رکھنا ہوگا۔ ان کا ہم مطالعہ کروا رہے ہیں اور انشاء اللہ جماعت کو راہنمائی ہوگی لیکن ایک راستہ ایسا ہے جس کا رشتوں سے تعلق ہے، جس شخص کی شادی قادیان میں یا بھارت کی جماعتوں میں ہو جائے ۔مثلاً کشمیر میں بھی یہ بڑا مسئلہ ہے۔ادھر اڑیسہ وغیرہ میں بھی ہماری بہت سی احمدی بچیاں اس عمر کو پہنچ رہی ہیں کہ زیادہ دیر ہو تو پھر مایوسی کی طرف مائل ہو جائیں گی تو جن دوستوں کو ہندوستان میں جائیدادیں بنانے کی خواہش ہو اور ان کے عزیز مثلاً شادی کی عمر کے ہوں اور وہ وہاں شادی کر والیں تو جس بچی سے شادی ہوئی ہے اس کے رشتہ دار بھی ان کے نام پر جائیدادیں لے سکتے ہیں۔ وہ خود بھی لے سکتے ہیں۔روپیہ بھجوانے میں آسانی پیدا ہو جائے گی کیونکہ باہر کے رشتہ دار کو حق ہے کہ وہ اپنے عزیزوں کو وہاں روپیہ بھیج سکے تو اقتصادی مسئلہ ہے جو اس معاشرتی مسئلہ کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس ضمن میں دوست اس بات کو پیشِ نظر رکھیں گے کہ وہاں جائیداد بنانی ہے اور ممکن ہو تو اپنے رشتہ داروں کے نام پر بنائیں ورنہ ہر شخص کی جائیداد انجمن تو نہیں سنبھال سکتی اور یہ بھی ابھی تحقیق طلب ہے کہ انجمن کو اس طرح بے نامی جائیداد خریدنے کی حکومت اجازت بھی دے گی کہ نہیں۔اس لئے بہتر یہی ہے کہ جو معروف اور مستند رستے ہیں ان کو اختیار کیا جائے۔

زمینیں خریدنے کے سلسلہ میں ایک نصیحت میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ اپنے تعلقات کے پیش نظر بعض لوگ پھر پھرا کر بعض لوگوں سے سودے کر لیتے ہیں ۔قادیان کے حالات میں یہ بہت نامناسب اور جماعت کے مفاد کے منافی حرکت ہے ۔اگر ہم نے وہاں Rehabilitate ہونا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمارا پروگرام ہے اور جس طرح وہاں کی آبادی میں ایک طبعی

طلب پیدا ہو چکی ہے تو یہ خطرہ ہے کہ وہاں کی جائیدادیں بہت تیزی کے ساتھ مہنگائی کی طرف مائل ہو جائیں۔ ابھی اس جلسہ کے نتیجہ میں ہی قادیان میں قیمتیں عام ہندوستان کی قیمتوں سے ڈیڑھ گنا بڑھ گئی تھیں۔ وہی چیزیں جب ہم قادیان میں ڈیڑھ سو روپے کی لے رہے تھے دہلی میں سو (۱۰۰) کی مل رہی تھیں، امرتسر میں بھی اسی قیمت پر۔ تو اگر جائیدادوں کی طرف یہ رجحان ہوا جیسا کہ ہونا ہے اور ابھی سے آثار ظاہر ہیں تو بے ہنگم طریق پر جائیدادیں خریدنے کے نتیجہ میں جماعت کو بہت مالی نقصان پہنچے گا اور مرکزی مفادات کو بھی نقصان پہنچے گا۔ انفرادی طور پر بھی ہر شخص نقصان اٹھائے گا۔ ایک آدمی اپنی طرف سے یہ چالا کی کر رہا ہے کہ میں جلدی سے سودا کرلوں بعد میں قیمتیں بڑھ جائیں گی تو دراصل اس کی اس عجلت کے پیچھے ایک بدنیتی کارفرما ہوتی ہے۔ بدنیتی یا خودغرضی کہہ لیں۔ خالصۃً نیکی نہیں ہوتی جائیداد خریدنے میں بلکہ یہ ہوتا ہے کہ اِس وقت وقت ہے میں لے لوں، کل کو جب مہنگائی بڑھے گی اور لوگوں میں طلب پیدا ہوگی تو اس زمین کا ایک حصّہ بیچ کر میں بہت منافع حاصل کر کے دوسرے حصّہ پر اپنا مکان آسانی سے بنا سکتا ہوں۔ اسے بدنیتی نہ کہیں لیکن خالص نیکی نہ رہی بلکہ کچھ اغراض نفس بھی شامل ہو گئیں اور اس کے نتیجہ میں اس نے یہ نہیں سوچا کہ اگر میں اس طرح کھلی مارکیٹ میں جا کر قیمتیں خراب کرنے لگوں تو کل کو آنے والے میرے بھائیوں کو بڑا نقصان پہنچے گا۔ جماعت نے جو بڑے وسیع رقبوں کی زمینیں حاصل کرنی ہیں اور آئندہ جو ہمارے منصوبے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ جماعت کے پاس وہاں کثرت سے زمینیں ہوں تا کہ ان میں مرکزی منصوبوں پر عمل درآمد ہو سکے، ان کو بڑا شدید نقصان پہنچے گا۔ جو چیز آج ایک لاکھ روپے کی مل رہی ہے وہ دیکھتے دیکھتے ڈیڑھ لاکھ، دو لاکھ، تین لاکھ کی ہو جائے گی تو وہی جماعتیں جو باہر سے قربانی کر رہی ہیں ان کی قیمت خرید گویا کہ 1/3(One Third) رہ جائے گی اور نقصان پہنچانے والے بھی وہی باہر کے لوگ ہوں گے جو ایک طرف جماعت کی معرفت چندے بھی بھیج رہے ہیں اور دوسری طرف ان چندوں کو ملیا میٹ کرنے کا بھی انتظام کر رہے ہیں اس لئے یہ یاد رکھیں کہ کوئی شخص براہِ راست وہاں کوئی سودا نہیں کرے گا۔ میں وہاں انجمن کو ہدایات دے آیا ہوں کہ جس نے سودا کرنا ہے وہ آپ کو لکھے یا مجھے لکھے اور ہم ان کی خاطر تلاش کر کے مناسب قیمتوں پر بغیر کسی منافع کے جگہ ڈھونڈ کر دیں گے۔ آگے ان کا کام ہے وہ پسند کریں کہ یہ جگہ لینی ہے یا فلاں جگہ لینی ہے لیکن پورے

اعتماد کے ساتھ ان کو اس نظام کے مطابق چلنا چاہئے۔ ان کو اس سے زیادہ اور کیا چاہئے کہ دنیا کا ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا نظام دیانتداری کے ساتھ ان کی خدمت کے لئے تیار ہے اور ان کے اپنے آخری مفاد کا بھی یہی تقاضا ہے کہ انفرادی سودا بازیوں کی بجائے جماعت کی معرفت اپنا کام کریں اور اس کے نتیجہ میں ایک اور خطرہ سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی کیونکہ بعض علاقے ایسے ہیں جہاں جماعت کو دلچسپی ہے کہ جماعت وہاں ضرور زمین بنائے اور انفرادی لینے والے جب وہاں ایک دو اڈے بنالیتے ہیں تو ساری سکیم تباہ ہو جاتی ہے چنانچہ ایک دو ایسے واقعات میری نظر میں آئے۔ قادیان کے پھیلاؤ کی خاطر ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہوا ہے اس منصوبے میں جن علاقوں میں بعض آئندہ پروگرام تھے ان میں بعض لوگوں نے اپنے طور پر زمینیں لے لیں چنانچہ ان کو میں نے متنبہ کیا۔ میں نے کہا یہ درست نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جماعت میں بڑا اخلاص ہے انہوں نے کہا جس قیمت پر ہم نے لی ہیں ہم حاضر ہیں آپ ہم سے واپس لے لیں یا چاہیں تو اس کے متبادل ہمیں کوئی جگہ دے دیں۔ چنانچہ بعض دفعہ متبادل جگہ دے دی گئی۔ بعض دفعہ اسی قیمت پر وہ زمین ان سے لے لی گئی تو خدا کے فضل سے اب تک کوئی خرابی نہیں پیدا ہوئی لیکن خرابی کے احتمالات دکھائی دینے لگ گئے ہیں۔ اس لئے میں ساری دنیا کی جماعتوں کو سمجھاتا ہوں کہ یہ بہت اچھا کام ہے۔ وہاں جائیدادیں لینی چاہئیں لیکن نظام کے مطابق، نظام کے رستے سے۔ دستور اور طریقے کے ساتھ یہ کام کریں تاکہ ساری جماعت کے مفاد کے تقاضے پورے ہوں اور انفرادی مفاد جماعتی مفاد سے ٹکرائے نہیں۔

اب چونکہ وقت زیادہ ہو رہا ہے اس لئے آخری ایک شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد آج کے خطبہ کو ختم کروں گا۔ **وہاں کی سکھ آبادی نے جس محبت کا سلوک کیا ہے اس میں ایک خاص پہلو یہ تھا کہ اپنے مکانات پیش کئے اور بعض لوگوں کو جب یہ خبریں ملیں کہ غیر احمدی آبادی میں بھی مہمان ٹھہرائے جا رہے ہیں تو بڑے ذوق شوق سے وہاں دوڑتے ہوئے آئے۔ بعض لوگ رات بارہ ایک دو بجے تک ٹھہرے رہے جب تک قافلے آ نہیں گئے کہ ہم اس وقت جائیں گے جب ہمارے حصے کے مہمان دو گے اور بعض ایسے خاندان جنہوں نے مہمان اپنے گھر ٹھہرائے تھے انہوں نے بعد میں ملاقاتیں کیں اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ایسا سرور آیا ہے، ایسا لطف آیا ہے کہ کبھی زندگی میں ایسا مزہ**

نہیں آیا تھا۔ ایک کمرے میں ہم سب اکٹھے ہو گئے اور سارا گھر مہمانوں کو دے دیا اور مہمانوں نے بھی ہم سے محبت کا ایسا سلوک کیا ہے کہ یوں لگتا ہے کہ صدیوں کے آشنا ہوں۔ بچپن سے اکٹھے رہے ہوں تو یہ جو تحریک کی تھی یہ خاص طور پر اسی نیت سے کی گئی تھی۔ قادیان کو میں نے لکھا تھا کہ آپ کے پاس ساری محنتوں کے باوجود، کوششوں کے باوجود ابھی بھی مہمانوں کو ٹھہرانے کی جگہ نہیں ہے۔ آپ غیر مسلموں خصوصاً سکھوں تک پہنچیں اور ان سے کہیں کہ قادیان کے مہمان ہیں۔ تم بھی قادیان کے باشندے ہو اس میں حصہ لو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ دونوں طرف کے تعلقات وسیع ہوں گے اور قادیان کی واپسی کا صرف اس چھوٹے سے حصے سے تعلق نہیں ہے جو اس وقت ہمارے قبضہ میں ہے۔ سارے قادیان کے دلوں کا ہمارے قبضہ میں آنا ضروری ہے اور اس ضمن میں یہ جو کوشش تھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مؤثر اور بہت ہی کامیاب ثابت ہوئی ہے۔ چنانچہ آنے سے پہلے جو وفود ملے ان میں سے ایک وفد اسی سلسلہ میں ملا تھا۔ اس نے کہا کہ ہم سے تو لوگ ناراض ہیں کہ ہمیں کیوں نہیں بتایا اور جو قصے ہم آگے لوگوں کو سناتے ہیں کہ اس طرح مہمان تھے۔ ایسے ایسے عجیب انسان تھے۔ ایسی شرافت کے ساتھ انہوں نے ہم سے برتاؤ کیا۔ ایسی محبت اور اخلاص کے ساتھ سلوک کیا۔ کہتے ہیں وہ قصے سنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تو انہوں نے مجھے یقین دلایا کہ آئندہ اگر آپ ہمیں پہلے اطلاع کریں تو قادیان میں شاید ہی کوئی گھر ہو جو مہمان رکھنے کے لئے تیار نہ ہو اور اس وقت قادیان کی آبادی کا جو پھیلاؤ ہے اگر جیسا کہ خدا تعالیٰ نے آثار ظاہر فرمائے ہیں وہ ان عہدوں پر قائم رہیں اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کو اسی طرح احمدیت کی محبت سے بھرے رکھے تو آئندہ مہمان ٹھہرانے کا مسئلہ کوئی مسئلہ نہیں رہے گا۔ جس طرح پرانے زمانہ میں قادیان کی چھوٹی آبادی تیس تیس چالیس چالیس ہزار مہمانوں کو ٹھہرالیا کرتی تھی اب یہ آبادی جو وسیع ہو چکی ہے، کچھ اور بھی بہت سے مہمان خانے بننے والے ہیں یہ سب ملا کر میں سمجھتا ہوں کہ ڈیڑھ دولاکھ تک بھی وہاں مہمانوں کے ٹھہرانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے تیاری کا جتنا وقت چاہئے اسی نسبت سے اللہ تعالیٰ ہماری توفیق بڑھا رہا ہے۔

اس دفعہ ہم نے خواہش ظاہر کی تھی کہ حکومت ہندوستان پچاس ہزار تک اجازت دے دے مگر تجربہ نے بتایا کہ پچاس ہزار کی ہمارے اندر توفیق نہیں تھی۔ نہیں سنبھال سکتے تھے۔ یعنی پوری

کوشش کے باوجود سارے کارکن مل کر بھی کام کرتے تب بھی قادیان کے حالات ابھی ایسے نہیں ہیں کہ جماعت احمدیہ قادیان میں اتنے مہمان ٹھہرا سکے لیکن اب وہ وسعتیں پیدا ہوتی دکھائی دے رہی ہیں آغاز ہو چکا ہے تو اگلے سال میں سمجھتا ہوں اگر خدا نے توفیق دی اور یہی اس کا منشاء ہوا کہ ہم پھر وہاں اس جلسہ میں جائیں تو پہلے کی نسبت دو تین گنا زیادہ مہمانوں کو وہاں ٹھہرایا جا سکے گا۔ پس ہندوستان کی حکومت نے جو دس ہزار کی شرط لگائی وہ معلوم ہوتا ہے تقدیرِ خیر ہی تھی جسے ہم تقدیرِ شرّ سمجھ رہے تھے۔ ہم سمجھتے تھے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ پورا تعاون نہیں کیا لیکن ہندوستان کی حکومت کہتی تھی کہ یہاں کے حالات ایسے ہیں ہماری ساری فوجیں، ہماری پولیس وغیرہ سارے پنجاب میں اس طرح مصروف ہے کہ ہم اتنے زیادہ آدمیوں کی ذمہ داری قبول نہیں کر سکتے۔ اس لئے تعاون کرنا چاہتے ہیں مگر مجبوری ہے۔ ان کا تو یہ عذر تھا لیکن دراصل جو مجھے دکھائی دیا ہے وہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ کی ہمارے اندر بھی استطاعت نہیں تھی، طاقت نہیں پیدا ہوئی تھی۔ اس لئے طاقت کو بڑھائیں تو اللہ تعالیٰ باقی آسانیاں خود پیدا فرما دیگا اور طاقت کو بڑھانا بھی اسی کا کام ہے۔

اس لئے آخر پر میں ایک دفعہ پھر تمام عالمگیر جماعتوں کی طرف سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے قادیان کے جلسہ کو کامیاب بنانے میں بھرپور حصہ لیا ہے۔ اپنوں کا بھی، غیروں کا بھی، ہندوستان کی حکومت کا بھی، پنجاب کی حکومت کا بھی، پاکستان کی حکومت کا بھی کہ انہوں نے کوئی روک نہیں ڈالی اور جیسا کہ خطرہ تھا کہ معاندین جو حسد کی آگ میں جل رہے تھے وہ رستے میں شرارت پیدا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حکومت پاکستان نے اس معاملہ میں ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی ورنہ کئی شرارتیں پیدا ہو سکتی تھیں۔ کئی تکلیف دہ واقعات رونما ہو سکتے تھے، اللہ تعالیٰ نے اس شر سے بھی ہمیں بچایا۔ اس پہلو سے میں حکومتِ پاکستان کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں۔

آخر پر دو ایسے مرحومین کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں جن کا جماعت انگلستان سے تعلق تھا اور وہ دونوں ہم وہیں پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں۔ ایک ہمارے کیپٹن محمد حسین صاحب چیمہ ہیں جو جماعت احمدیہ انگلستان کے ایک بہت ہی پیارے اور ہر دلعزیز انسان تھے۔ بڑی عمر کے باوجود ان کا دل جوان تھا ان کا جسم جوان صحت مند، ہر قسم کے مقابلوں میں حصہ لیتے، ہر وقت مسکراتے رہتے اور بڑی عمر میں دین کی خدمت کا ایسا جذبہ تھا کہ ایک دفعہ میں نے تحریک کی کہ گورمکھی جاننے والے

ہمارے پاس کم رہ گئے ہیں تو انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ گورمکھی زبان سیکھی اور اس میں بہت اعلیٰ سرٹیفکیٹ حاصل کئے۔ان کی گورمکھی کی جو تحریر میں نے دیکھی ہے۔اخباروں میں بھی چھپتی رہی ہیں ان کی کتابت ہی ایسی خوبصورت تھی کہ آدمی حیران رہ جاتا تھا۔یہ سب کام انہوں نے اس عمر میں ولولے اور جوش سے سیکھے اور انگلستان کی جماعت میں تو یہ ایک خلا ہے جو بہر حال رہے گا۔جماعت دیر تک ان کو یاد رکھے گی۔ان کے لئے دعائیں کرتی رہے گی۔باقی دنیا کی جماعتوں کو بھی میں درخواست کرتا ہوں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ان کی بڑی خواہش تھی کہ قادیان میں دفن ہوں اس خواہش کا اظہار وہ مجھ سے بھی کر چکے تھے اور یہ بھی بڑی خواہش تھی کہ میں جنازہ پڑھاؤں تو قادیان میں ان کی اچانک وفات سے ان کی یہ دونوں دلی خواہشات پوری ہوگئیں۔بہشتی مقبرہ میں ان کو تدفین نصیب ہوئی۔مجھے ان کی قبر پر جا کر دعا کی بھی توفیق ملی۔

دوسرے ہمارے چوہدری آفتاب احمد صاحب بھی ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جو انگلستان کی جماعت میں بہت معروف ہے۔خدمت دین میں پیش پیش اور سارا خاندان اور ان کی ساری اولاد اللہ کے فضل سے بہت ہی اخلاص رکھتی ہے اور سلسلہ کے کاموں میں پیش پیش ہے ان کی بیگم صاحبہ کی بہت خواہش تھی کہ وہ قادیان جلسہ دیکھیں۔باوجود اس کے کہ بہت ہی خطرناک بیماری تھی۔جگر بار بار کام کرنا چھوڑ دیتا تھا۔میں نے ان کو مشورہ بھی دیا کہ آپ نہ جائیں۔یہ بڑی خطرناک چیز ہے۔اس سفر کی صعوبت آپ برداشت نہیں کرسکیں گی لیکن پتہ نہیں ڈاکٹر کو کیا کہہ کر اس سے اجازت لے لی کہ میں ٹھیک ٹھاک ہوں کوئی بات نہیں۔وہاں جا کر بہت زیادہ تکلیف بڑھ گئی وہاں تو خدا تعالیٰ نے فضل کیا۔جب دعا کے لئے وہ بار بار کہتی رہیں اور ڈاکٹروں نے کوشش کی۔پھر جب ہم دِلّی آکر دوبارہ گئے ہیں تو اس وقت وہ پاکستان کے لئے روانہ ہو چکی تھیں اور ٹھیک تھیں لیکن اب اطلاع ملی ہے کہ وہاں جا کر یہ تکلیف عود کر آئی اور ہسپتال میں داخل ہوئیں اور غالباً آپریشن ہونا تھا۔ہوا یا نہیں اللہ بہتر جانتا ہے مگر ہسپتال ہی میں وفات ہوگئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین ہوئی۔تو آپ کے نمائندوں میں سے ایک کو خدا تعالیٰ نے قادیان کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی جلسہ دیکھنے کے بعد اور ایک کو ربوہ کے بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی سعادت بخشی۔ یہ تو ان کے لئے بھی سعادت ہے اور ساری جماعت انگلستان کے لئے بھی ہے لیکن ان کے

اہل وعیال ان کے بچے بہر حال غمگین ہیں اوران کی جدائی کا دکھ محسوس کرتے ہیں۔مرحومین کو بھی دعا میں یادرکھیں اوران خاندانوں کو بھی دعا میں یادرکھیں۔

آج کا خطبہ جاپان،ہمبرگ جرمنی اور پاکستان میں کراچی اور ماریشس میں سنا جارہا ہے اور پورے لنڈن میں بھی یہ اس وقت مختلف جگہوں پر Relay ہورہا ہے۔ہمارے جسوال برادران نے ماشاء اللہ یہ بہت ہی عمدہ انتظام کیا ہے اورقادیان میں بھی ان بھائیوں کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی ہے۔اگر یہ ہمت نہ کرتے ،بہت ہی محنت اورکوشش سے کام نہ لیتے تو وہاں کے خطبات یہاں سنائی نہیں دیئے جاسکتے تھے۔ایسے آلے ساتھ لیکر گئے جو بڑے بوجھل اور بہت ہی محنت طلب تھے۔ان کو وہاں جاکر Install کیا۔وہاں سارا انتظام سنبھالا تو اللہ تعالیٰ نے جماعت انگلستان کو جلسہ کے موقع پر یہ بھی ایک سعادت بخشی ہے کہ ان کے کارکنوں میں سے جسوال برادران کوغیر معمولی تاریخی خدمت کی توفیق بخشی ہے۔اللہ ان کو بھی جزائے خیر عطا فرمائے۔ان سب جماعتوں کو جو یہ خطبہ سن رہی ہیں میں سب یو کے کی جماعت کی طرف سے اوراپنی طرف سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا پیغام دیتا ہوں۔